سوال

(55) تشہد میں انگشت شہادت اٹھانی حنفی مذہب میں سنت ہے یا بدعت ۔

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین حنفیہ اس مسئلہ میں کہ انگشت شہادت اٹھانی وقت تشہد یعنی لا الہ الا اللہ کہنے کے مذہب حنفی میں سنت مستحب ہے یا حرام مکروہ ہے اور جو کوئی یہ بات کہے کہ رفع سبابہ میں انگلی کاٹنی آتی ہے وہ شخص گنہگار ہوگا یا نہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

درصورت مرقومہ معلوم کرنا چاہیے کہ امام ابو یوسف امالی کتاب اپنی میں اور امام محمد موطأ میں دونوں صاحب کہ جو شاگرد رشید امام اعظمؒ کے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع سبابہ مروی اور منقول ہے اور ہم لوگ بھی اس پر عمل کرتے ہیں اور یہی قول ابو حنیفہ رحمة اللہ علیہ کا ہے چنانچہ فتح القدیر و عینی و امیر الحاج و زیلعی و البحر الرائق و نہر الفائق و ملتقط و شمنی و نجم الدین الزاہدی و علامہ حلبی و بہنسی و ابراہیم حلبی وغیرہ نے روایۃ و درایۃ رفع سبابہ کو نقل کیا ہے اور اس باب میں علماء کوفہ و علمائے مدینہ وغیرہ سے بہت سے اخبار و آثار مروی اور منقول ہیں ۔ اور ملا علی قاری اور ملا عابد سندھی و امین الدین شامی نے اٹھائیس صحابہ سے روایت کی ہے اور رفع سبابہ میں ائمہ اربعہ و علمائے مقلدین اہل مذاہب کے سب متفق ہیں ۔ اس میں ائمہ اربعہ وغیرہ کا اختلاف نہیں اور منع رفع سبابہ میں کوئی قول صحابی مذکور اور منقول نہیں تو اٹھانا اس کا مستحب آکد اور موجب ثواب کثیر ہے اور خلاصہ کیدانی والے سے یا اور علماء سے اس باب میں خطا واقع ہوئی ہے ، اس ے حرام مکروہ لکھنے میں تو قول مانعین کا اور حرام مکروہ کہنے والے کا از روئے دلائل شرعیہ کے محض باطل ہے نزدیک علمائے محققین حنفیہ کے اور جو شخص بعد مطلع ہونے کے روایات فقہیہ اور احادیث نبویہ کے حرام کہے اور منع کرے وہ مردود اور گمراہ ہے ، خوف کفر کا ہے اس پر از روئے اہانت اور حقارت کے : قال اللہ تعالیٰ ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتھوا الایۃ ورجح فی فتح القدیر القول بالاشارۃ وانہ مروی عن ابی حنیفۃ کما قال محمد فالقول بعد مہا مخالف للروایۃ والدرایۃ ورواہ فی صحیح مسلم من فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی المجتبیٰ لما اتفقت الروایات عن اصحابنا جمیعا فی کونہا سنۃ وکذا عن آل کوفیین والمدنیین وکثرت الاخبار والاٰثار کان العمل بہا اولی کذا فی البحر الرائق وقال فی الدر المختار واحترزنا بالصحیح عما قیل لایشیر لانہ خلاف الدرایۃ وفی العینی عن التحفۃ الاصح انہا مستحبۃ وفی المحیط انہا سنۃ کذا فی الدر المختار مختصرا المعتمد ما صححہ الشراح لاسیما المتاخرون کالکمال والحلبی والنجسی والباقلانی وشیخ الاسلام وغیرہم انہ یشیر بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ونسبوہ لمحمد والامام وقال محمد فی المؤطا بعد حدیث الباب وبصنیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ وہو قول ابی حنیفۃ وذکر ابو یوسف فی الامالی کما نقلہ الشمنی وغیرہ انہ یعقد الخنصر والبنصر ویحلق الابہام والسطی ویشیر بالسبابۃ وہذا فرع تصحیح الاشارۃ وفی الخانی الاشارۃ عند لا الہ الا اللہ حسن لاخلاف فیہ وہکذا فی مختارات النوازل لصاحب الہدایۃ فان قیل لیس قاعدۃ الکیدانی وفی الغوائب وغیرہما من المحرمات قلنا قولہم فی مقابلۃ النص واقوال الائمۃ مردود لایساویۃ ولیس فی ہذا الجانب حدیث ولا اثر یعتمد علیہ ولایستند قولہم بقول ابی حنیفۃ وصاحبیہ وقلوہم انہ لاخلاف ظاہر اصول اصحابنا غیر مقبول ففی العنایۃ والذخیر والمحیط والخزانۃ عن التاتارخانیہ انہ لم یذکر محمد تلک المسئلۃ فی الاصل لا نفیا ولا اثباتا فلم یوجد لما نص علیہ محمد رحمۃ اللہ علیہ فی مؤطاہ معارض من ظاہر الروایۃ وقد روی الاشارۃ بالسبابۃ عند التشہد عن جماعۃ من الصحابۃ انتہی ما فی المحلی شرح المؤطا للعلامۃ سلام اللہ من اولاد الشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی وقال العلامۃ عابد السندی ثم المدنی فی طوالع الانوار شرح الدر المختار ان الاشارۃ قد رویت عن سبعۃ

وعشرین صحابیا وکذا ذکر الملا علی قاری الھروی فی الرسالۃ۔

ترجمہ: جو تم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز آجاؤ، فتح القدیر میں ہے انگلی سے اشارہ کرنا درست ہے۔ اور یہی امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے جیسا کہ امام محمد نے بیان کیا ہے اور اس کی ممانعت کرنا روایت اور درایت دونوں کے برخلاف ہے مجتبیٰ میں ہے اس کے سنت ہونے پر تمام روایات متفق ہیں۔ کوفی اور مدنی لوگوں کا اس پیا اختلاف نہیں ہے اور احادیث و آثار اس کے متعلق بہت زیادہ ہیں۔ عینی نے اس کو مستحب کہا ہے۔ اور صاحب محیط نے سنت، در مختار میں ہے کہ یہی صحیح ہے کہ یہ سنت ہے۔ متاخرین شرح مثلاً کمال، حلبی، نہسی، باقلانی، اور شیخ الاسلام وغیرہ نے اس کی خوب تحقیق کی ہے۔ کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اور امام محمد، ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا یہی مذہب ہے، خانیہ میں ہے کہ لا الہ الا اللہ کے وقت انگلی اٹھانا سنت ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ آخری دو انگلیاں بند کر لے۔ اور انگوٹھے اور درمیانی انگلی کا حلقہ بنا لے اور سبابہ سے اشارہ کرے۔

اگر کوئی سوال کرے کہ کیدانی نے غرائب میں اس کو افعال محرمہ سے شمار کیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نص اور اقوال ائمہ کے برخلاف ان کا قول مردود ہے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی جائے گی اور اس کی ممانعت میں کوئی حدیث قابل اعتبار نہیں ہے۔ اور امام صاحب اور صاحبین کے قول کے برخلاف ان کے قول کی کیا حقیقت ہے۔ در مختار کی شرح طوالع الانوار میں گھے، کہ تشہد میں انگلی اٹھانے کے متعلق ستائیس صحابہ سے روایات منقول ہیں۔ ملا علی قاری نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔

پھر جو کوئی باوجود احادیث اور اقوال و افعال صحابہ کرام و مجتہدین عظام اور دیگر علمائے اعلام کے حرام کہے اور انگلی کاٹنے کا قائل ہو، اور اعتقاد رکھتا ہو مردود اور بڑا جاہل بے وقوف ہے۔ ایسے جاہل کے قول کا ہرگز اعتبار نہ کرنا چاہیے اور اس قدر دیندار منصف کو کافی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 3 ص 177-179

محدث فتویٰ